23 ذوالقعدہ کو مکہ پہنچنے والا حاجی نماز میں قصر کرے گا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Mad-1925 تاریخ: 11-07-2017

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص حج کے لیے کسی دوسرے ملک سے سفر کرتا ہوا 23 ذیقعدہ کو ظہر سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور 8 ذوالحجۃ الحرام کو اس کا منیٰ جانے کا ارادہ ہے۔ تو اب مکہ پہنچنے پر وہ نمازیں قصر پڑھے گا یا پوری؟ کیونکہ اگر ذیقعدہ 30 کا ہوا، تو پھر 15 دن بن جائیں گے، ورنہ نہیں اور حاجی کو مکہ پہنچتے ہی اس کا پتا نہیں لگ سکتا وہ تو کچھ دن بعد ہی چاند کا پتا لگے گا، لہٰذا وہ نمازیں کیسے پڑھے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورتِ مسئولہ میں یہ شخص قصر نماز ادا کرے گا، کیونکہ یہ شخص سفر شرعی کر کے آیا ہے یعنی مسافر ہے اور مسافر جب کسی جگہ پورے پندرہ دن رہنے کی حتمی نیت کرے، تو اس وقت وہ اس جگہ مقیم ہوتا ہے اور اب اس نے قصر کی بجائے پوری نماز پڑھنی ہوتی ہے، لیکن اگر پندرہ دن رہنے کی نیت حتمی و جزمی نہ ہو، بلکہ اس میں ابہام و تردد ہو، تو ایسی نیت سے مسافر مقیم نہیں بنتا، بلکہ شرعاً وہ اس کی حالتِ سفر ہی شمار ہوتی ہے اور اس پر قصر کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اور حج کے لیے 23 ذیقعدہ کو پہنچنے والے کی نیت بھی پندرہ دن کی حتمی و جزمی نہیں ہوتی، بلکہ نیت میں تردد و استثناء موجود ہوتا ہے کہ اگر چاند انتیس کا ہو گیا تو میں پندرہ دن سے قبل چلا جاؤں گا، لہٰذا جب نیت جزمی نہیں، بلکہ اس

میں تردد ہے، تو ایسا شخص مقیم نہیں بنے گا، بلکہ مسافر ہی رہے گا۔

حلبہ میں غایہ کے حوالے سے ہے: "نية الاقامة خمسة عشر يوما يعتبر عزمه على الثبات "ترجمہ: پندرہ دن رہنے کی نیت میں اس کا پختہ عزم ہونا معتبر ہے۔

(حلبہ، جلد2، صفحہ528، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شرح سیر کبیر للسرخسی میں ہے: "وإن دخل المسلمون أرض الحرب فانتهوا إلى حصن و وطنوا أنفسهم على أن يقيموا عليه شهرا إلا أن يفتحوه قبل ذلك، أخبرهم الوالي بذلك، فإنهم يقصرون الصلاة. لأنهم لم يعزموا على إقامة خمس عشرة ليلة لمكان الاستثناء، فالفتح قبل مضي خمس عشرة ليلة محتمل "ترجمہ: اور اگر مسلمان دار الحرب میں داخل ہوئے اور کسی قلعے کے پاس پہنچ کر یہ نیت کرلی کہ ہم یہاں ایک مہینا رہیں گے، اِلَّا یہ کہ ہم اس سے پہلے فتح حاصل کر لیں، یہ بات ان کو لشکر کے والی نے بتائی، تو تمام افراد قصر نماز ہی ادا کریں گے، کیونکہ ان کا پندرہ راتیں رہنے کا عزم نہیں، اس لیے کہ درمیان میں استثناء موجود ہے، کیونکہ پندرہ راتوں سے قبل بھی فتح ہو جانے کا احتمال ہے۔ **(شرح سیر کبیر، صفحہ245، ناشر: الشرکۃ الشرقیۃ للاعلانات)**

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب میں اسی مسئلے کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ومجرد نية الإقامة لا تتم علة في ثبوت حكم الإقامة كما في المفازة، فكانت البلد من دار الحرب قبل الفتح في حق أهل العسكر كالمفازة من جهة أنها ليست بموضع إقامة قبل الفتح؛ لأنهم بين أن يهزموا فيقروا أو يهزموا فيفروا، فحالتهم هذه مبطلة عزيمتهم؛ لأنهم مع تلك العزيمة موطنون على أنهم إن هزموا قبل تمام الخمسة عشر وهو أمر مجوز لم يقيموا، وهذا معنى قيام التردد في الإقامة فلم تقطع النية عليها، ولا بد في تحقق حقيقة النية من قطع القصد،...... وعلى هذا قالوا فيمن دخل مصرا لقضاء حاجة معينة ليس غير ونوى الإقامة خمسة عشر يوما لا يتم، وفي أسير انفلت منهم ووطن على إقامة خمسة عشر في غار ونحوه لم يصر مقيما "ملتقطا

ترجمہ: محض اقامت کی نیت کر لینا اقامت کا حکم ثابت کرنے کے لیے علت نہیں، جیسا کہ جنگل میں نیت کر لینے کا معاملہ ہے، لہٰذا فتح حاصل کر لینے سے قبل سپاہیوں کے حق میں دار الحرب کا یہ شہر جنگل کی طرح ہی ہے، اس اعتبار سے کہ فتح سے قبل یہ اقامت کی جگہ نہیں، کیونکہ وہ دو معاملوں کے درمیان ہوتے ہیں کہ اگر انہوں نے (کفار کو) شکست دے دی تو رُک جائیں گے اور اگر شکست ہوئی تو یہاں سے فرار ہو جائیں گے، لہٰذا ان کی حالت ان کے ارادے کو باطل کرنے والی ہے، کیونکہ جب ان کا یہ ارادہ ہے تو یہ اس طور پر یہاں رکے ہیں کہ اگر پندرہ دن سے قبل ان کو شکست ہو گئی، جو ایک ممکن امر ہے، تو یہ اقامت نہیں کریں گے، اور یہی مطلب ہے اقامت میں تردد ہونے کا کہ اقامت کی نیت قطعی و حتمی نہیں ہے جبکہ سچی نیت کے تحقق کے لیے قطعی ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں جو شخص کسی شہر میں اپنی مخصوص حاجت کے لیے آیا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں اور اس نے پندرہ دن رکنے کی نیت کر لی، تو وہ پوری نماز نہیں پڑھے گا، یونہی قیدی جب کفار سے چھوٹ کر بھاگا اور کسی غار وغیرہ میں پندرہ دن رکنے کی نیت کر لی، تو وہ مقیم نہیں ہو گا۔ (فتح القدیر، جلد2، صفحہ37، دار الفکر، بیروت)

غنیہ میں اسی مسئلے کے ضمن میں ہے: "ولا بد فی تحقق النیة من الجزم" ترجمہ: (اقامت کی) نیت کے تحقق کے لیے جزم ہونا ضروری ہے۔ (غنیہ، جلد1، صفحہ465، مکتبہ کوئٹہ)

صاحب در مختار نے یہ مسئلہ لکھا کہ "فلو دخل الحاجّ مكة أيّام العشر لَم تصحّ نيّته" یعنی حاجی اگر مکہ میں (ذو الحجۃ) کے دس دنوں میں آیا، تو اس کی (اقامت والی) نیت درست نہیں۔ تو اس پر امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جد الممتار میں لکھتے ہیں: "اما لو دخل لثمان بقين من ذي القعدة أو أكثر ولم ينو الخروج من مكّة للمبيت بموضعٍ آخر غير منى ومزدلفة فلا شكّ أنّه يصير مقيماً ويتمّ" ترجمہ: بہر حال اگر کوئی حج کے لیے آنے والا (مکہ میں) اس وقت داخل ہوا جب

ذیقعدہ کے آٹھ دن یا زیادہ دن باقی تھے اور مکہ سے منی و مزدلفہ کے علاوہ کہیں رات گزارنے کے لیے جانے کی نیت بھی نہیں ہے تو شک نہیں یہ شخص مقیم ہو جائے گا اور پوری نماز ادا کرے گا۔

(جدالممتار، جلد3، صفحہ565، مکتبۃ المدینہ)

یہاں امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اسی حاجی کو مقیم بیان فرمایا ہے، جو مکہ میں اس وقت داخل ہو جب ذیقعدہ کے آٹھ یا زیادہ دن باقی ہوں، اس سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اس سے کم والا شخص یعنی جو 23 تاریخ یا اس کے بعد پہنچے گا وہ مقیم نہیں ہو گا۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــــــــه

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

16 شوال المکرم 1438ھ/11 جولائی 2017ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے